www.KitaboSunnat.com

بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے افتتاحی سیشن میں ہونے والی صدارتی تقریر — جناب محمد رفیق تارڑ

امت مسلمہ کے مسائل اور لائحہ عمل

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے آج ہمیں یہاں ایک ایسے مقصد کی خاطر جمع کیا جس کا تعلق امت مسلمہ کے تشخص، اس کے اجتماعی مفادات، ملی نصب العین اور اس سے وابستہ سوا اَرب انسانوں کے حال اور مستقبل سے ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ آج کی مضطرب دنیا میں کچھ دردمند حضرات کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ انہوں نے اس عالمی مجلس کا اہتمام کیا اور عالم اسلام کے ہر گوشے سے اہل فکر و نظر اور اربابِ علم و دانش کو یکجا کیا۔ بلاشبہ وقت کا تقاضا ہے کہ امت مسلمہ کو درپیش مسائل پر غور کیا جائے اور ان اَسباب و علل کا کھوج لگایا جائے جو اس کی موجودہ مشکلات کا سبب ہیں تاکہ اس تجزیہ کی روشنی میں ایک ایسا ضابطہ کار تیار ہوسکے جس پر عمل کرکے مسلمانوں کی دینی، اَخلاقی، روحانی، علمی، معاشی، سیاسی اور سماجی صورتِ حال کو بہتر بنایا جاسکے۔

مجھے توقع ہے کہ اہل علم و فضل کی اس کانفرنس میں نئے ہزاریے کے تناظر میں امتِ مسلمہ کے کردار کے حوالے سے گراں قدر اَفکار و خیالات سامنے آئیں گے اور اِصلاحِ احوال کے لئے ٹھوس تدابیر وضع کی جائیں گی۔ اپنے عروج و زوال کی طویل تاریخ پر نگاہ رکھتے ہوئے ہمیں موجودہ حالات کا معروضی تجزیہ کرنا ہوگا اور ماضی و حال کے اس جائزے کی روشنی میں مستقبل کی صورت گری کرنا ہوگی۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کس قوتِ محرکہ کے طفیل ہم عروج و کمال سے بہرہ مند ہوئے اور کن عوامل کے سبب شوکت و عظمت سے محروم ہوکر گوناگوں مسائل کی آماجگاہ بن گئے۔ ملتِ اسلامیہ کے وجود کو لاحق عارضے کی درست تشخیص کے بغیر، مسیحائی کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی۔ اور درست تشخص کے لئے ضروری ہے کہ ہم جذبات کی تندی و تیزی سے آزاد ہر نوع کی عصبیت سے پاک ہوکر اپنے مرضِ کہن کی تہہ تک پہنچیں اور پھر اس کی مؤثر چارہ گری کا اہتمام کریں۔

امتِ مسلمہ کے سیاسی مسائل

آج جب ہم عالم اسلام پر نگاہ ڈالتے اور مختلف شعبۂ ہائے حیات میں اپنی کارکردگی کا موازنہ مادّی طور پر ترقی یافتہ اور خوشحال دنیا سے کرتے ہیں تو ایک حوصلہ شکن تصویر سامنے آتی ہے۔ اس تصویر کا سب سے اذیت ناک پہلو یہ ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں مسلمانوں کا قتل عام ہورہا ہے۔ انہیں بدترین قسم کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفاکی اور بربریت کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی سات لاکھ فوج حق خودارادیت کا مطالبہ کرنے والے عوام کو نشانہ ستم بنا رہی ہے۔ اب تک ستر ہزار سے زائد کشمیری قتل کئے جاچکے ہیں۔ نوجوانوں کی ایک پوری نسل ختم کردی گئی ہے۔ بستیاں قبرستانوں میں تبدیل ہورہی ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی قراردادیں کاغذ کے ناکارہ پرزے قرار دی جارہی ہیں۔ ظلم کی سیاہ رات ہے کہ ڈھلنے میں نہیں آرہی اور اکیسویں صدی کا سورج بے بسی سے انسانیت سوز مظالم کا یہ دلدوز منظر دیکھ رہا ہے۔ فلسطین کے عوام آزاد فلسطینی ریاست کے مبنی برحق مطالبے کے لئے آواز بلند کررہے ہیں اور انبیاء کی سرزمین کے کوچہ و بازار نوجوانوں کے لہو سے رنگین ہورہے ہیں۔ اسرائیل، انسانی تاریخ کے شرمناک مظالم کا ارتکاب کررہا ہے اور نہتے فلسطینیوں کی بستیوں پر آتش و آہن کی بارش ہورہی ہے۔ کوسوو کے مسلمانوں کی حالتِ زار اور بوسنیا کے عوام پر ٹوٹنے والی قیامت کے زخم بھرنے میں نہیں آرہے۔ افغانستان اپنی آزادی وخود مختاری کا تاریخ ساز معرکہ لڑنے اور سرخرو ہونے کے باوجود ابھی تک استحکام اور ترقی وخوشحالی کی نوید جانفزا سے محروم ہے۔ اقوامِ متحدہ کی قراردادوں پر عملدرآمد کے سلسلے میں امتیازی رویے نے اس عالمی ادارے کے ساتھ وابستہ توقعات مجروح کی ہیں۔ مہذب دنیا خاموشی سے یہ تماشا دیکھ رہی ہے کہ مشرقی تیمور کے بارے میں اقوامِ متحدہ کی قرارداد کو فوری طور پر عملی جامہ پہنا دیا جاتا ہے لیکن فلسطین اور کشمیر کے بارے میں اسی ادارے کی قراردادیں نصف صدی سے معرضِ التوا میں پڑی ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی اس امتیازی روش سے عالمی ضمیر کے اندر بھی کوئی خلش پیدا نہیں ہورہی اور صورتِ حال کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ان مسائل اور مصائب کے بارے میں امتِ مسلمہ بھی پوری طرح ہم آواز اور ہم قدم نہیں۔

ٹیکنالوجی اور جدید تصورات کے بروئے کار لانے کی ضرورت

جب ہم دنیا کے موجودہ معاشی، سیاسی، سماجی، ثقافتی اور تہذیبی منظرنامہ پر نظر ڈالتے اور پھر پیچھے مڑ کر اپنے ماضی کی تاریخ میں جھانکتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ اُسلوبِ حیات میں غیر معمولی تبدیلیاں آچکی ہیں۔ ایسے تغیرات مسلسل رونما ہورہے ہیں جن کا قبل ازیں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ابلاغِ عامہ اور ترسیل معلومات کے ایسے ایسے ذرائع اور وسائل ایجاد ہورہے ہیں جن سے ہماری گذشتہ نسلوں کو سابقہ پیش نہیں آیا۔ اس ابلاغی انقلاب اور اِطلاعاتی پھیلاؤ کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج رُوئے زمین کا کوئی بھی خطہ تہذیب وثقافت، عقائد ونظریات اور اَخلاق واَقدار کو ان ہمہ گیر تبدیلیوں کے اثرات سے بچا کر نہیں رکھ سکتا۔ مغرب کی اس منہ زور یلغار کے سامنے بند باندھنے کی کوئی حکمتِ عملی اس وقت تک کامیاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوسکتی جب تک ہم خود اسی تکنیکی مہارت سے آراستہ ہوکر اپنی تہذیب وثقافت کے توانا پہلوؤں کو دنیا کے سامنے نہیں لاتے۔ محض وعظ وتلقین یا غیر حقیقت پسندانہ دفاعی حربوں کے ذریعے اس یلغار کو روکنا ممکن نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن وسنت کی تعلیمات، اسلام کے انسانیت نواز پیغام اور اپنی روشن تہذیبی اَقدار کو پوری قوت اور خود اعتمادی کے ساتھ دنیا پر آشکارا کریں۔ یہ عصر جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ اُسلوبِ تبلیغ ہے جس کے لئے ہمارے اہل علم و دانش اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ماہرین کو زبردست محنت کرنا ہوگی۔

تہذیبوں کی کشمکش محض ایک مناظرہ نہیں ہوتی جس میں دلیل اور جوابی دلیل کی قوت ہی کو کافی سمجھ لیا جائے۔ تہذیبوں کا عروج وزوال ایک ہمہ گیر سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی سرگرمی سے عبارت عمل ہے جو برس ہا برس کے بعد تشکیل پاتا ہے۔ آج مغربی تہذیب کے پھیلاؤ اور قوتِ تسخیر کا بنیادی سبب دراصل جدید علوم اور سائنس پر اس کی گرفت ہے جس نے اسے سیاسی اور اقتصادی طور پر مستحکم بنا دیا ہے اور یہی وہ پہلو ہے جو پوری ملتِ اسلامیہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

یہ عظیم کانفرنس عظیم شہر لاہور میں منعقد ہورہی ہے جس میں بیسویں صدی کے عظیم مسلم مفکر حضرت علامہ محمد اقبالؒ آسودۂ خاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں

تابش از خورشید عالم تاب گیر — برقِ طاق افروز از سیلاب گیر

ثابت و سیارۂ گردوں وطن — آں خداوندانِ اَقوامِ کہن

ایں ہمہ اے خواجہ! آغوشِ خواند — پیش خیز و حلقہ درگوش تواند

جستجو را محکم از تدبیر کن — انفس و آفاق را تسخیر کن

”اے مردِ مسلمان! دنیا کو روشن کرنے والے سورج سے حرارت اور چمک دمک لے لے۔ پانی کے سیل رواں سے اپنے گھروں کو روشن کرنے والی بجلی پیدا کر۔ آسمان پر بسنے والے ساکن اور متحرک اَجرامِ فلکی، جنہیں زمانہ قدیم کی قومیں اپنا معبود خیال کرتی تھیں، تمہاری کنیزیں اور تمہارے حلقہ بگوش غلام ہیں۔ تو تلاش وجستجو کا عمل جاری رکھ، اسے اپنی تدابیر سے مضبوط اور نتیجہ خیز بنا اور اس ارض وسما کو تسخیر کر۔“

جدید علم وسائنس امتِ مسلمہ کی کاوشوں کا ہی ثمرہ ہے!

سائنس، ٹیکنالوجی، عصر حاضر کے علوم وفنون اور علم وحکمت کے مختلف شعبوں پر عبور مسلمانوں کا خاصہ رہا۔ قرآنی تعلیمات میں کائنات کے سربستہ رازوں کی تحقیق وجستجو کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اسلام کی نظریاتی اَقدار اور سائنسی ارتقا کے درمیان کبھی تصادم و پیکار کی فضا پیدا نہیں ہوئی بلکہ جدید سائنسی علوم پر دسترس اسلام کی متحرک اور روشن خیال فکر کا حصہ رہی۔ ساتویں سے چودھویں صدی عیسوی تک ہم اسلام کے اس پہلو کو معراجِ کمال پر دیکھتے ہیں۔ یہی وہ دور ہے جب کیمیا، طبیعات، علم الہندسہ، فلکیات، طب، فلسفہ اور تاریخ کے شعبوں میں جابر بن حیان، الکندی، الخوارزمی، الرازی، ابن الہیثم، البیرونی، الغزالی، ابن رشد اور ابن خلدون جیسے عالی قدر مفکرین، سائنس دان اور اہل حکمت و دانش دکھائی دیتے ہیں۔ اسلام کی فکر انگیز تعلیمات سے آراستہ ان شخصیات نے اپنی تحقیقات اور افکار کے ذریعے کائنات کے اَسرار و رموز کے مطالعہ و تحقیق کا ذوق وشوق پیدا کیا۔ فروغِ علم کے اس زرّیں عہد میں علم و حکمت کا جو عظیم خزانہ سامنے آیا، اس کی مثال یونان سمیت کسی خطہ اَرضی کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ فکر تازہ کی اسی لہر نے یورپ سمیت دنیا کے کئی خطوں کی نسل نو کو علم وفن کی نئی بلندیاں سر کرنے کا سلیقہ عطا کیا۔ افسوس کہ علم و حکمت کا یہ کارواں تاریخ کے ریگزاروں میں کھو گیا اور سلطنت علم کی فرمانروائی چھنتے ہی ہمہ پہلو زوال ہمارا مقدر ہو گیا۔ علامہ اقبالؒ نے اسی المیے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی — نہیں دنیا کے آئین مُسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی — جو دیکھیں انکو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

سلطنتِ علم کی فرمانروائی سے محرومی، سیاسی زوال کا پیش خیمہ بنی۔ سیاسی زوال نے تہذیبی جاہ وجلال کی چکا چوند ماند کر دی۔ ان سارے عوامل نے یکجا ہو کر مسلمان خطوں کو معاشی پسماندگی کی تاریکیوں میں دھکیل دیا اور معاشی پسماندگی کے سبب مسلمانوں کے کم وبیش سارے علمی مراکز سامراج کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے گئے۔

اُمہ میں بیداری اور زندگی کی لہر

بیسویں صدی کے نصفِ اوّل میں سیاسی بیداری کی لہر اٹھی اور بہت سے اسلامی ممالک نے سامراج سے آزادی حاصل کر لی۔ اس سے بجا طور پر یہ توقع کی جانے لگی کہ آزاد اسلامی ممالک میں ایک بار پھر اسلام کے حقیقی تصور کی کارفرمائی ہوگی۔ دانش کدے پھر سے آباد ہوں گے۔ علم وحکمت کے سرچشمے پھر سے پھوٹ پڑیں گے اور تحقیق وجستجو کی دشت ویراں پھر سے ہری ہو جائے گی، لیکن یہ خواب پوری طرح شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔ بلاشبہ بعض اسلامی ممالک نے اس میدان میں قابل ذکر پیش رفت کی۔ صنعت وحرفت اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے بعض شعبوں میں قابل قدر ترقی کی مثالیں بھی سامنے آئیں۔ خود پاکستان نے بے سروسامانی اور شدید دباؤ کے باوجود اپنے دفاعی ایٹمی پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی قوت کے طور پر سامنے آیا۔ بعض برادر اسلامی ممالک نے تیز رفتار صنعتی اور معاشی ترقی کی اچھی مثالیں قائم کیں۔ لیکن ان مثبت اور حوصلہ افزا پہلوؤں کے باوجود، عالم اسلام اجتماعی طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں مغربی اقوام کے ہم قدم نہیں ہوسکا۔

علم وتحقیق سے بے اعتنائی کا نوحہ

آج انڈونیشیا سے مراکش تک پھیلے ہوئے اسلامی ممالک کی آبادی دنیا کی مجموعی آبادی کے بیس فیصد کے لگ بھگ ہے لیکن اس آبادی کا تقریباً چالیس فیصد حصہ ناخواندہ ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں ۵۶ اسلامی ممالک کی مجموعی افرادی قوت صرف ۸۰ لاکھ کے لگ بھگ ہے جو اس شعبے میں مصروفِ کار عالمی آبادی کا صرف تقریباً چار فیصد ہے۔ تحقیق اور ترقی یعنی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے میدان میں ان اسلامی ممالک کا حصہ عالمی افرادی قوت کے ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ ساری اسلامی دنیا میں یونیورسٹیوں کی تعداد تقریباً ۳۵۰ ہے جن میں مجموعی طور پر سالانہ صرف ایک ہزار PHDs فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ ان ممالک میں یونیورسٹی کی سطح پر سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء وطالبات کی تعداد صرف ۲۰ فیصد ہے اور یہ وہ ممالک ہیں جن کی افرادی قوت سوا ارب انسانوں کے لگ بھگ ہے۔ جن کی آزاد مملکتیں تقریباً تین کروڑ مربع کلومیٹر پر محیط ہیں۔ جو تیل کے مجموعی ذخائر کے تین چوتھائی حصے کے مالک ہیں۔ جن کے پاس لامحدود معدنی دولت ہے۔ جو بے پناہ زرعی استعداد کے حامل ہیں اور جہاں کے لوگ جفاکش، ہمت شعار اور بے مثال ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

کیا یہ لمحہ فکریہ نہیں کہ ان تمام اسلامی ممالک کی سالانہ مجموعی قومی پیداوار صرف بارہ ہزار بلین ڈالر ہے۔ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے کہیں چھوٹے ممالک فرانس، جرمنی اور جاپان کی مجموعی قومی پیداوار بالترتیب ۱۵ ہزار بلین، ۲۴ ہزار بلین اور ۵۵ ہزار بلین امریکی ڈالر ہے۔ یعنی مجموعی طور پر صرف ان تین ممالک کی مجموعی قومی پیداوار ۹۴ ہزار بلین ڈالر بنتی ہے۔ دنیا کی مجموعی برآمدات میں ہمارا حصہ ساڑھے سات فیصد اور مجموعی عالمی معیشت میں ہمارا حصہ پانچ فیصد سے بھی کم ہے۔ ہم پر تقریباً سات سو بلین ڈالر کا قرضہ ہے جو دنیا کے مجموعی قرضوں کا ۲۶ فیصد ہے۔

ایک اور افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے ذہین اور اعلیٰ پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے مالک نوجوان حالاتِ کار کی ناموزونیت اور محدود امکانات کے باعث ترکِ وطن کر جاتے ہیں۔ پاکستان، مصر، ایران، شام، بنگلہ دیش، ترکی، الجزائر، لبنان اور اُردن اسی سنگین مسئلے سے دوچار ہیں۔ صرف پاکستان سے میڈیکل کے شعبے سے وابستہ ۶۰ فیصد گریجویٹس وطن چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم نے اس پر توجہ نہ دی تو حالات کی سنگینی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور آنے والا منظر زیادہ دلکش نہیں ہوگا۔

امت کو درپیش چیلنجز

اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہم علم وحکمت کے تمام شعبوں بالخصوص سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ وارتقا کے لئے ہنگامی کوششیں کریں اور اس مقصد کے لئے پورا عالم اسلام ایک بھرپور تحریک کا آغاز کرے۔ ہمیں یہ حقیقت ذہن میں رکھنی چاہئے کہ سیاسی آزادی وخودمختاری کے لئے اقتصادی استحکام بنیادی شرط ہے اور اقتصادی استحکام کے لئے لازمی ہے کہ ہم صنعت وحرفت، سائنس اور ٹیکنالوجی میں دنیا کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے کا عزم کریں۔ اپنے وسائل مجتمع کرکے ایسے ادارے قائم کریں جو جدید ترین سہولتوں سے آراستہ اور امتِ مسلمہ کی نوجوان افرادی قوت کے لئے کافی ہوں۔

اپنے مسائل کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں اس پہلو کا پوری شرح وبسط کے ساتھ جائزہ لینا چاہئے کہ امتِ مسلمہ کے درمیان اتحاد واتفاق اور اخوت ویگانگت کی وہ مثالی فضا کیوں قائم نہیں ہوسکی جو توحید ورسالتؐ پر ایمان رکھنے کا منطقی تقاضا ہے۔

یہ پہلو قابل غور ہے کہ فکری، نظریاتی اور تہذیبی ہم آہنگی کے باوجود ہم سیاسی اور اقتصادی تعاون کے بے پناہ اِمکانات کو عملی جامہ پہنانے سے کیوں قاصر ہیں؟ امت کے اجتماعی وسائل، اُمت کو درپیش مسائل کا مداوا کیوں نہیں کر پارہے؟ کیا یہ امر قابل افسوس نہیں کہ اسلامی ممالک کی مجموعی تجارت کا صرف دس فیصد حصہ باہمی تجارت پر مشتمل ہے؟

کیا ہمارا سرمایہ، ہماری توانائیاں اور ہماری صلاحیتیں پوری طرح امتِ مسلمہ کی فلاح وبہبود اور ترقی وخوشحالی کے کام آرہی ہیں؟ صورتِ حال کی سنگینی اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب یہ تلخ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بعض اسلامی ممالک کے درمیان کشیدگی اور تنازعات کی فضا موجود ہے۔ اس کانفرنس کے زعما کو چاہئے کہ وہ عالم اسلام کے مابین مضبوط فکری وروحانی رشتوں کی استواری کے ساتھ ساتھ مادّی ترقی وخوشحالی اور سیاسی واقتصادی تعاون کے لئے راہنمائی کریں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہر لحہ ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے کہ ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾

یہ امر محتاجِ وضاحت نہیں کہ آج جو قومیں اپنی جغرافیائی حدوں سے نکل کر دوسرے ممالک کے سیاسی، نظریاتی اور تہذیبی تشخص پر اثر انداز ہورہی ہیں، ان کا سب سے مؤثر ہتھیار 'اکانومی' ہے۔ بدقسمتی سے دنیا کا اقتصادی نظام ایسے استحصالی تصورات پر مبنی ہے جو اسلامی تعلیمات سے کسی طور پر ہم آہنگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ ایک جامع اور ہمہ پہلو اسلامی نظامِ معیشت کی تشکیل اور عمل پذیری نہایت ضروری ہے جو سود کی لعنت سے پاک اور جدید دور کے اقتصادی تقاضوں کے مطابق ہو۔ اسلامی ترقیاتی بنک کی خدمات قابل قدر ہیں لیکن اسلامی ممالک کو عالمی مالیاتی اداروں کی استحصالی گرفت سے نکالنے کے لئے مزید مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے۔ یہ ہمارے معاشی ماہرین کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے اور اس چیلنج کا جواب لانے میں جتنی تاخیر ہوگی، اسی قدر ہماری اُلجھنیں بڑھتی چلی جائیں گی۔

یورپ مشترکہ مالی مفادات کے لئے ایک کرنسی کا نظام رائج کر چکا ہے۔ ہمیں ایک اسلامی اقتصادی نظام تک پہنچنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام کرنا چاہئے۔

معزز حاضرین! امت کو درپیش مسائل کا احاطہ کرتے ہوئے ہمیں یہ نکتہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ہماری دنیوی اور اُخروی فلاح کا حقیقی راز قرآن وسنت کی تعلیمات کو انفرادی واجتماعی زندگی کا حصہ بنانے میں ہے۔ اسلام عقائد وعبادات کی حدوں سے آگے نکل کر حیاتِ انسانی کے تمام تر پہلوؤں کا اِحاطہ کرتا اور ایک مربوط نظام فکر وعمل کی واضح بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ علماءِ کرام اور صاحبانِ فکر و دانش کو اسلامی نظام سیاست وحکومت کے واضح خدوخال کا ایسا قابل عمل نقشہ مرتب کرنا چاہئے جو قرآن وسنت کے راہنما اصولوں سے مکمل مطابقت رکھتا ہو اور جو عہدِ حاضر کی فکر کو بھی اپیل کرے۔

اسلام دانش و تدبر اور حکمت وفراست کا درس دیتا ہے۔ ہمیں دنیا کو یہ باور کرانا چاہئے کہ اسلام امن، سلامتی، دوستی، مفاہمت اور بھائی چارے پر یقین رکھنے والا مذہب ہے جو انسانی حقوق کی پاسداری کو دینی اقدار کا جزو خیال کرتا ہے۔ اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل پانچ بنیادی حقوق یعنی حق الاحیا (Right of Life)، حق الحریہ (Right of Liberty) حق التملک (Right of Property) حق العلم (Right of Knowledge) اور حق الکرامہ یعنی (Right of Personal Dignity) کا آفاقی منشور دیا۔ اسلام نے خواتین کو بلند معاشرتی مقام دیا اور ان کے حقوق کی مستحکم ضمانت فراہم کی۔ بیواؤں، یتیموں، حاجت مندوں، بے کسوں اور مصائب میں مبتلا انسانوں کے حقوق ہمارے نظامِ اخلاق کے اہم اجزا ہیں۔ مسلم معاشروں میں اقلیتوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت اور ان کے حقوق کی پاسداری مذہبی فریضے کی حیثیت رکھتی ہے۔ بدقسمتی سے اسلام کے ان زرّیں اصولوں کے بارے میں مغرب کی بے خبری کی وجہ سے عمومی طور پر ایک منفی تاثر پایا جاتا ہے۔ ہمیں اس تاثر کو زائل کرنے کے لئے ٹھوس تدابیر کرنی چاہئیں تاکہ مسلم معاشروں کی حقیقی تصویر نمایاں ہو سکے۔

میں اس ضمن میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں جارحانہ، متحارب اور متصادم رویہ اختیار کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بجائے فکری متانت، ذہنی بلوغت، علمی ثقاہت اور مؤمنانہ فراست کے ساتھ اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہئے۔مبنی برحق موقف کی قوت اس کا جارحانہ پن نہیں، اس کی روح خیر اور اس کا جوہر صداقت ہے۔ ہمیں دوسروں سے اُلجھنے کے بجائے خود اعتمادی کے ساتھ اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہئے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے دلوں میں ایمان و یقین کی اس قوت کو بھی بیدار رکھنا ہوگا جو ہر عہد میں مسلمانوں کا اعزاز و امتیاز ہی ہے۔اپنے سینے میں توحید کی امانت رکھنے والا کوئی شخص کسی بھی مادّی قوت کے جاہ و جلال سے مرعوب نہیں ہوسکتا۔ ایمان و یقین کی یہ قوت کمزور پڑنے لگے تو خوف، بے یقینی اور احساسِ کمتری جیسے مہلک امراض 'خودی' کے بیش بہا جوہر کو ختم کر ڈالتے ہیں۔ اللہ کے بجائے غیر اللہ سے امیدیں وابستہ کرنے اور اس سے خوف کھانے والے لوگ ذلت و رسوائی کی پستیوں میں لڑھکتے چلے جاتے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی قوتِ ایمانی کو پوری طرح بیدار و متحرک کریں کیونکہ یہی اہل ایماں کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔

میں عالم اسلام کے اہل علم و دانش کی اس کانفرنس کے لئے دعاگو ہوں کہ وہ اکیسویں صدی میں مسلمانوں کی ہمہ پہلو نشاۃِ ثانیہ کے لئے جامع تجاویز مرتب کرنے اور انہیں عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو۔ میری تجویز ہے کہ یہ کانفرنس ایسی کمیٹیاں تشکیل دے جو اس کانفرنس کے بعد بھی اپنے اپنے متعلقہ شعبوں میں تحقیقی کام کرتی رہیں اور اس طرح اس علمی اجتماع کو ایک تسلسل حاصل ہو جائے۔

مادّی، سیاسی اور اقتصادی طور پر شکستہ حال قومیں پھر سے فتح مند ہوسکتی اور اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرسکتی ہیں لیکن ذہنی، فکری اور روحانی اعتبار سے شکست کھا جانے والی اقوام دولتِ خودی سے محروم ہو کر تاریخ کے ظلمت کدوں میں کھو جاتی ہیں۔ میں اس نمائندہ اجتماع کے ذریعے اس حقیقت کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں کہ مسائل کی سنگینی، مصائب کے ہجوم اور مشکلات کی کثرت کے باوجود فرزندانِ اسلام کا مستقبل روشن اور تابناک ہے۔ ہمارے دل توحید کی دولت سے مالا مال اور ہماری روح حب رسول ﷺ کی لذتوں سے سرشار ہے۔ ہم امن کے پیامبر اور سلامتی کے سفیر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے نظریے کی حفاظت کے لئے نقد جاں پیش کرنے کا ہنر بھی جانتے ہیں۔ ہم لامحدود قدرتی وسائل اور انتہائی ذہین، ہمت، شعار اور جفاکش افرادی قوت کے حامل ہیں۔علم و فن سے محبت ہماری فطرت میں شامل ہے۔ ان شاء اللہ یہ ناسازگار موسم جلد ختم ہوجائیں گے اور ہمارے بال و پر ایک بار پھر اسی قوتِ پرواز سے آشنا ہوں گے جس نے صحرائے عرب کے حدی خوانوں کو دنیا کا راہنما بنا دیا تھا۔ ہمارے دلوں میں آرزو کے چراغ ہمیشہ روشن رہیں گے اور ان شاء اللہ وہ دن جلد آئے گا جب

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش — اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی!

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو، آمین! ﴿ وما علینا الا البلاغ ﴾

☆ پاکستان پائندہ باد ☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ